© rasailojaraid.com

حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

دوامِ حدیث

قسط نمبر ۱۶

ایک اسلام

تاریخی غلط بیانیاں :

اول یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مسجد اقصیٰ کے بانی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اور یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ تقریباً ہزار سال قبل مسیح تھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ۲۰۱۵ قبل مسیح تھا۔ پس تعمیر کعبہ اور تعمیر بیت المقدس کے درمیان ۱۰۵۹ سال کا زمانہ بنتا ہے۔ لیکن بخاری کی ایک حدیث کے مطابق یہ زمانہ صرف چالیس سال کا ہے :

"عن ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ای مسجد وضع فی الارض اول قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال المسجد الاقصیٰ قلت کم بینھما قال اربعون سنۃ"

ابوذر کہتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، سب سے پہلے زمین پر کون سی مسجد بنائی گئی، فرمایا، مسجد حرام، میں نے کہا، پھر کون سی ؛ فرمایا، مسجد اقصیٰ ! میں نے پوچھا، ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ؛ فرمایا، چالیس سال کا !"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کوئی محدث، جو اس صریح تاریخی غلط بیانی کی تاویل کر سکے؟ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں،

"ممکن ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے فوراً بعد کسی نے مسجد اقصیٰ بنائی ہو جو گر چکی ہو اور اسے سلیمانؑ نے دوبارہ تعمیر کیا ہو۔ تاریخ کے ٹھوس واقعات کو "ممکن ہے یہ ہو، وہ ہو" سے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ممکن ہے، امریکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا ہو تو کیا آپ مان لیں گے؟" (دو اسلام ص۱۹۴)

یہ ہے اعتراض، اور اعتراض کے ضمن میں اس کا جواب بھی نقل کر دیا ہے کہ "ممکن ہے حضرت ابراہیمؑ کے فوراً بعد کسی نے مسجد اقصیٰ بنائی ہو جو گر چکی ہو اور اسے سلیمانؑ نے دوبارہ تعمیر کیا ہو۔" اس پر اعتراض یہ جمایا ہے کہ "ممکن" سے کام نہیں چلتا، تاریخی ثبوت لائیے، مگر اس بات کو بھول گئے ہیں کہ وہ زمانہ ایسا تاریخی نہیں ہے جس میں تمام دنیا کی باتیں نقل کی گئی ہوں۔ اگر زمانہ "تاریخ" کی کسی بات کا "تاریخ" میں ذکر نہ ہو . . . . تو آپ اس کی نفی کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس کا وقوع غیر تاریخی زمانہ میں ہوا ہے تو آپ تاریخ کی روشنی میں اس کی نفی کیونکر کر سکتے ہیں؟ . . . . یا آپ غیر تاریخی زمانہ کو تاریخی زمانہ پر قیاس کیوں کر رہے ہیں، کہ وہاں "ممکن" و "امکان" سے کام نہ چلے؟

قرآن مجید میں قصۂ عاد موجود ہے مگر بعض عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قوم عاد صرف فرضی قوم ہے کیونکہ تورات اس کے بیان سے ساقط ہے۔

اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ کعبہ کی تعمیر کی نسبت حضرت ابراہیمؑ کی طرف فرضی ہے کیونکہ تورات میں اس کا ذکر نہیں ——— آپ کا اعتراض بھی اسی قسم کا ہے۔ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے اور عقلاً ممکن بھی ہے، اس پر اعتراض چہ معنی دارد؟ ہاں کوئی امر خلاف قرآن یا خلافِ عقل یا فطرت ہو تو اس پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

اس طرح تو عیسائی کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے جو یہ قصہ بیان کیا ہے:

"ماکنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم" الآیۃ

کہ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ وہاں نہ تھے، جب وہ اس لئے قلمیں ڈالتے تھے کہ مریمؑ کی کفالت کس کے سپرد ہو!"

. . . کسی پہلی کتاب میں نہیں۔ تو کیا ہم اس پر اعتقاد لانا اس وقت تک چھوڑ دیں جب تک کسی تاریخی ٹھوس دلائل سے اس کو ثابت نہ کر دیں؟ ہرگز نہیں! کیونکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن نقل نہیں بلکہ وحی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم سارے کا سارا لوگوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سنا ہوا نہیں بلکہ وحی بھی ہے۔ اس لئے آپ کے بیان کردہ واقعات کے لئے امکان ہی کافی ہے۔
اس واقعہ کو آپ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امریکہ دریافت کرنے کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ واقعہ (موسیٰ کے امریکہ دیکھنے کا) کسی معتبر تاریخی کتاب میں نہیں ہے آپ صرف آج کہہ رہے ہیں، اس واسطے یہ معتبر نہیں، ہاں اگر کسی تاریخ کی معتبر کتاب میں ہو تو کولمبس کی اولیت امریکہ دیکھنے کے بارے میں غلط ٹھہرے گی۔

شارحین نے اس کا ایک اور جواب بھی دیا ہے کہ "اس جگہ مسجد حرام کی پہلی بنیاد مراد ہے جو حضرت آدمؑ کے وقت رکھی گئی۔ اس وقت بیت المقدس کی بنیاد چالیس سال بعد میں رکھی گئی" یہ زمانہ قبل از تاریخ کا ہے۔

تیسرا جواب یہ بھی ہے، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں کعبہ تعمیر ہوا، اس سے پہلے ایک دفعہ جرہم نے بنایا، اس سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے، اس جگہ دوسری تعمیر مراد ہے۔ کیونکہ پہلے صرف کعبہ تھا اور مسجد حرام کا دائرہ اتنا وسیع بعد میں ہوا۔ مسجد اس وسعت اور صحن کا نام ہے جو کعبہ کے اردگرد ہے اور جرہم کی بنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر سے چالیس سال قبل ہے۔

پیدائش باب ۲۸، آیت ۱۸، ۱۹، ۲۱ میں ہے:

"یعقوب صبح سویرے اٹھا، اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنے سرہانے دھرا تھا لیکر ستون کو کھڑا کیا اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا۔"

اور اس باب آیت ۲۲ میں ہے:

"اور یہ پتھر جو میں نے ستون میں کھڑا کیا، خدا کا گھر ہوگا"

لو اب یہ حوالہ تاریخی بھی مل گیا، اب تو حدیث کا مطلب جو علامہ قسطلانی نے "ممکن" کے لفظ سے بیان کیا ہے ایک ٹھوس حقیقتِ تاریخیہ سے ثابت ہو گیا۔

اس کے بعد ایک حدیث لکھتے ہیں:

"عن عائشۃ رضی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی وھو ابن ثلاث وستین سنۃ" (بخاری)

کہ "نبی کریم صلعم نے ترسیٹھ سال کی عمر میں رحلت کی۔"

لیکن حضور کے خادم حضرت انس جو ۱۲۶۸ احادیث کے راوی ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ساٹھ برس تھی:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

" انزل علیہ وھو ابن اربعین سنۃ فلبث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ وبالمدینۃ عشر سنین" (بخاری)

"چالیس برس کی عمر میں حضور پر قرآن اترنے لگا، اس کے بعد دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں زندہ رہے۔"

اس صفحہ پر اس مضمون کی ایک اور حدیث بھی موجود ہے جو انس ہی سے منقول ہے لیکن حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

" بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاربعین سنۃ فمکث بمکۃ ثلاث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ ثم امر بالھجرۃ فھاجر عشر سنین ومات وھو ابن ثلاث وستین۔"

"چالیس برس کی عمر میں حضور پر وحی نازل ہوئی اس کے بعد آپ مکہ میں تیرہ برس رہے اور وحی باقاعدہ جاری رہی پھر مدینہ میں تشریف لے گئے یہانتک کہ تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔" (دو اسلام صفحہ ۱۸۶)

معلوم ہوتا ہے، مصنف محاوراتِ عرب سے بالکل نابلد ہے۔ عربی زبان میں دھاکوں کے اوپر کی اکائیوں کو بعض وقت حذف کر دیا کرتے ہیں۔ اس محاورہ کی بنا پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مکی زندگی بیان کرتے ہوئے بعثت کے بعد کے عرصہ سے دس کا ذکر کیا اور تین کو حذف کر دیا۔ اسی طرح مجموعہ سے ساٹھ کے اوپر تین کو حذف کر دیا۔ "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" اگر علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لینا چاہیئے۔

قرآنِ مجید میں ہے:

"حملہ وفصالہ ثلاثون شھرا" (احقاف)

"کہ حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔"

حالانکہ حمل کی عام مدت ۹ ماہ ہے اور دودھ پلانے کی مدت قرآن نے ۲ سال بتائی ہے اس حساب سے کل ۳۳ ماہ بنتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہے: "حولین کاملین" "کہ پورے دو سال دودھ پلائیں" (البقرہ) اور ایک جگہ فرمایا "فی عامین" "کہ دودھ چھوڑنے کی مدت دو سال ہے" (لقمان) مگر آیت بالا میں صرف تیس۳۰ بتائے ہیں۔ اس لئے کہ کسر یعنے اکائیوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ (باقی آئندہ ان شاء اللہ!)

© rasailojaraid.com